دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

چودھوین کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہی یہ غلام احمد کا

آئینہ ہی یہ نور سرمد کا
عکس ہی یہ رخِ محمد کا

البدر

شرح قیمت
ہندوستان مین سالانہ
فارن ممالک مین
خاص قادیان
منتخب نامہ نگارون کو اخبار مفت روانہ ہوتا ہی
نمونہ کا پرچہ بشرطیکہ مقام مطلوبہ پر کسی کے نام اخبار نہ جاتا ہو مفت روانہ ہوتا ہے

ضوابط
(۱) قیمت ہر حال مین پیشگی لیجاتی ہی
(۲) جواب طلب امر کے لئے جب تک جوابی کارڈ یا ٹکٹ نہ آئے جواب نہین دیا جاویگا
(۳) خط و کتابت مین نمبر خریداری کا حوالہ ہو ورنہ جواب مین دیری ہوگی

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار الامان بینی

شفا بینی دوا بینی غرض دار الامان بینی

ہر انگریزی ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴ تاریخ کو قادیان دار الامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہی

اخبار البدر

مذہب اسلام کے ایک زندہ مذہب ہونے کی تائید اور دیگر کل مذاہب باطلہ کی تردید اسلامی احکام اور شریعت کی فلاسفی قرآنی حقائق اور معارف کے پر مضامین اگر دیکھنے ہون اور زمانہ کی ظلمت سے اگر نجات کے متلاشی ہو تو اس اخبار کو ضرور خرید و حضرت امام الزمان مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان اور آپ کے جلیل القدر اصحاب کی زبان اور قلم سے نکلے ہوئے مضامین قرآن شریف کی عجیب و غریب تفسیرین اور نوٹ درج ہوتے ہین اسلام کے اندرونی اور بیرونی مخالفون کے اعتراضون کے جواب دئے جاتے ہین اسلئے ہر ایک ہمدرد قوم کو عموماً اور احمدی جماعت کو خصوصاً اس اخبار کی خریداری اور اشاعت کی طرف متوجہ ہونا چاہئے +

طب روحانی

بغیر دوا کے علاج کرنے کا طریق۔ یعنی مسمریزم جس کی نسبت اس زمانہ مین عام چرچا ہی اور جسکو دریافت ہو جانے سے بعض مذہب اور ملت کے حق کی ایک دہریہ کے ہاتھ مین بھی دیدی ہی اور جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے امراض کا علاج ہو جانا ہی اسکے بر محل اور ٹھیک استعمال اس کتاب مین بتلایا گیا ہی جو عملیات اس مین درج ہین ان پر مشق کرنے سے انسان صحت نیت رکھکر اپنے وجود کو زیادہ نافع الناس بنا سکتا ہی خیالات مین یکسوئی اور ان کو ضبط کرنے کی عادت بھی پیدا ہو جاتی ہی۔ اگرچہ عام طور پر اس علم پر لکھنے والون نے وہ مبالغہ کیا ہی کہ آسمان و زمین کے قلابے ملا دئے ہین اور اس کو گویا خدائی کی کل کا چلانیوالا قرار دیدیا ہوتا ہے لیکن ہمارے نزدیک اس علم کی فضیلت صرف یہی ہی کہ جیسے انسان دیگر علوم عطیہ الہی کا نیک یا بد استعمال کر کے ثواب یا عذاب کماتا ہی یا جیسے خدا کے ارادہ سے ہر ایک دوا یا دوسرا عمل اپنا اثر مفید یا مضر کرتا ہی۔ ویسے ہی اس کے ارادہ اور اذن سے انسان اس سے بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اپنی روح سے ایسے کام لے سکتا ہی جو اس کے نزدیک اول محالات سے تھے۔ ہمارے مرحوم و مغفور احمدی بھائی منشی احمد جان صوفی نقشبندی زاد اللہ الطافہ نے عوام الناس کو ایک بڑی مغالطہ سے نجات دینے ... اور عام پیرون وغیرہ کے دھوکے سے بچانے اور فائدہ عام کیغرض سے اسکو چھپوایا تھا اور آپ اس مین بڑے ماہر تھے اور ہزارون مریض آپ کے ذریعہ شفا پاتے تھے یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ پھر دوبارہ چھاپنی پڑی اول ۲ قیمت تھی پھر ایک روپیہ کر دی اور اب اسی قیمت پر دفتر البدر سے ملسکتی ہے +

طریق مشق کو عملی طور پر سکھلا دینے یا اس پر عامل کو طریق عمل مین جو مزید حالات درکار ہون یا بعض اسرار کا وہ حل چاہے۔ ان تمام باتون کو بھی ہم نے مصنف مرحوم کے اس عمل مین فیض یافتہ اصحاب سے دریافت کر کے تبلادینے کا انتظام کر لیا ہی ایسے استفسار کیلئے ہمیشہ علیحدہ خط و کتابت ہونی چاہئے اور جواب کے لئے امر ٹکٹ ضرور آنا چاہئے ورنہ جواب نہ دیا جاویگا +

شہادت آسمانی حصہ اول و دوم

بجواب فضل رحمانی جو کہ ایک کورٹ انسپکٹر قادیانی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تکذیب مین لکھی تھی اس کے اور دیگر معترضین کے اعتراضون کے جواب اس کتاب مین دئے گئے ہین اور اشاعت اسلام کیلئے جہاد کی عدم ضرورت کو ثابت کر کے دکھلایا ہی۔ قرآن کریم مین ذوالقرنین سے مراد مسیح علیہ السلام کا ہونا ثابت کیا ہی اور خر دجال۔ یاجوج ماجوج۔ تصویر وغیرہ کے متعلق دندان شکن جواب دئے گئے ہین قیمت ہر دو حصہ ۸ (مصنفہ محمد اسمعیل صاحب نقشہ نویس دہلی)

سر مکتوم

یہ سو صفحہ کی کتاب انجیلی شہادتون سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیع ہونا ثابت کیا ہے اور مسئلہ کلمۃ الحق پر لطیف خیالات کا اظہار

کیا ہی اور دکھلایا ہی کہ جن مردون کے زندہ کرنیکا انجیل مین ذکر ہی خود اس سے ثابت ہی کہ وہ دراصل حقیقی طور پر مردہ نہ تھے وغیرہ وغیرہ۔ مصنفہ بابو اسمعیل صاحب دہلوی قیمت

رویائے صالحہ

اس مین مصنف نے اپنی بیعت کی سرگذشت۔ محمد حسین صاحب بٹالوی کے کفر نامہ تیار کرنیکا اور حضرت مسیح موعود کا ثبوت صحف سابقہ سے دیا ہی قیمت

اعجاز احمدی

۳ صفحہ کا رسالہ اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم اور ذوالقرنین سے کون کون مراد ہین اس کی تفسیر کی گئی ہی جس سے پرانے خیالات کا قطع قمع ہو جاتا ہی قیمت

قول صحیح پنجاب کے مشہور و معروف شاعر میان ہدایت اللہ صاحب احمدی ساکن لاہور کی نظم جو کہ آپنے اردو زبان مین حضرت مسیح موعود کی مدح اور دعاوی کے ثبوت مین لکھی ہی زیر طبع ہے قیمت ۲ ر ہوگی

براہین احمدیہ ازالہ اوہام سرمہ چشم آریہ یہ تین کتابین پرانی ایڈیشن کی چھپی ہوئی دفتر البدر مین مطلوب ہین اگر کوئی

عاقبۃ المکذبین پو دیالوی مخالف مولویون کا انجام جو ہوا اس کا بیان۔ بیعت کی دس شرائط حضرت مسیح کی وفات و حیات پر بحث اور ...

اسلام اور اس کا بانی یعنی طامس کارلائل صاحب مرحوم المعروف بہ ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے ایک انگریزی لیکچر کا ترجمہ مترجمہ منشی عبد العزیز خان صادق قیمت ۳ ر علاوہ محصولڈاک

صیانۃ الناس ۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ایک خط کا جواب منجانب فاضل امروہی قیمت علاوہ محصولڈاک

الہامی دعا ۔ رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی قیمت ۔ ر علاوہ محصولڈاک۔

پنجابی تصانیف

کاسن مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات قیمت ار

نظم ۔ برائے مستورات لطریق کاسن مصنفہ ایضاً ار

روشنائی احمدیہ ۔ ساختہ مرزا عبد الکریم تاجر کوٹلوی نہایت اعلی قسم فی تولہ ۱ر اوسط قسم فی تولہ۔ تاجرون کو خاص رعایت +

مجربات

حب دافع دائمی قبض جس کے استعمال سے صرف عارضی طور پر قبض کشائی نہین ہوتی بلکہ اندرونی قوی مین جو نقص باعث مرض ہوتا ہے ان سے رفع ہو کر آئندہ تازہ قوت قوی کو فضلا کے اخراج کے حاصل ہوتی ہے قیمت ۸ر

اکسیر شکم خوش ذائقہ دوا اکثر امراض معدہ کیلئے شفا کا حکم رکھتی ہی قیمت ۸ر

علاج نکسیر بشرطیکہ ناک کے اندر زخم نہو اور دماغ سے خون آتا ہو تو ضرور آرام ہو جاتا ہی کھانے اور ناک مین ٹپکانیکی دوا۔ قیمت ۸ر

حب جدید پرانے بخارون اور ابتدائی دق اور کھانسی وغیرہ کا علاج جس کا تجربہ خود قادیان مین بھی ہو چکا ہے قیمت ۸ر

روغن بہرہ پن بشرطیکہ مادرزاد بہرہ نہو اکثرون پر تجربہ ہوا کہ آرام ہو گیا ہے قیمت فی شیشی ۸ر

درد سر کی گولی ۔ ہر ایک قسم کے درد سر کو اس سے فوراً

تخفیف ہو جاتی ہے اعصاب کو طاقت ملتی ہی ۱۲ گولی ۸ر

سرمہ زنگاری اعلی درجہ کا مقوی بصر۔ دھند۔ بخار۔ آشوب چشم پانی بہنا وغیرہ دیگر امراض چشم کا نادر علاج۔ اعلی درجہ کے اطبا کا خاندانی نسخہ ...... فی تولہ ۱۲ ار

مصفی خون گولیان ۔ خالص عشبہ کے جوہر اور چوب چینی کی بنی ہوئین۔ ۸۰ گولی ۸ر

سلائی گکرہ ۔ جسے ہندوستانی زبان مین روہے کہتے ہین خواہ پرانے ہون اس کے استعمال سے آرام ہو جاتا ہے فی سلائی ۸ر

برص کی دوا ۔ یا پھل بہری۔ یہ ایک مرض ہی جس سے خدا کی برگزیدہ ہمیشہ پناہ مانگتے رہے ہین بدن کی جلد پر سفید داغ شروع ہوتے ہین اور آہستہ آہستہ پھیل کر تمام جسم کو بد نما کر دیتا ہی اس دوا کا تجربہ ... قیمت

اس اشتہار کو حوالہ رہی (تمام درخواستین دفتر البدر قادیان ضلع گورداسپور مین آنی چاہئین اور کسی صاحب کے نام قادیان مین نہ ہونی چاہئین)

نمبر ۴۴ | یوم سہ شنبہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۴ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۱ھ پنجشنبہ | جلد ۲

بیان واقعہ ہائلہ شہادت مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم رئیس اعظم خوست علاقہ کابل

غفر اللہ لہ

مولوی صاحب خوست علاقہ کابل سے قادیان میں آکر کئی مہینہ میرے پاس اور میری صحبت میں رہے۔ پھر بعد اس کے جب آسمان پر یہ امر قطعی طور پر فیصلہ پا چکا کہ وہ درجہ شہادت پاویں تو اس کے لئے یہ تقریب پیدا ہوئی۔ کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف واپس تشریف لے گئے۔ اب جیسا کہ معتبر ذرائع سے اور خاص دیکھنے والوں کی معرفت مجھے معلوم ہوا ہے قضا و قدر سے یہ صورت پیش آئی۔ کہ مولوی صاحب جب سرزمین علاقہ ریاست کابل کے نزدیک پہونچے تو علاقہ انگریزی میں ٹھہر کر بریگیڈیر محمد حسین کوتوال کو جو اُن کا شاگرد تھا ایک خط لکھا کہ اگر آپ امیر صاحب سے میرے آنے کی اجازت حاصل کر کے مجھے اطلاع دیں تو امیر صاحب کے پاس بمقام کابل میں حاضر ہو جاؤں۔ بلا اجازت اس لئے تشریف نہ لے گئے کہ وقت سفر امیر صاحب کو یہ اطلاع دی تھی۔ کہ میں حج کو جاتا ہوں مگر وہ ارادہ قادیان میں بہت دیر تک ٹھہرنے سے پورا نہ ہو سکا۔ اور وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور چونکہ وہ میری نسبت شناخت کر چکے تھے کہ یہی شخص مسیح موعود ہے۔ اس لئے میری صحبت میں رہنا ان کو مقدم معلوم ہوا اور بموجب نص اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول حج کا ارادہ انہوں نے کسی دوسرے سال پر ڈال دیا۔ اور ہر ایک دل اس بات کو محسوس کر سکتا ہے کہ ایک حج کے ارادہ کرنے والے کے لئے اگر یہ بات پیش آ جائے کہ وہ مسیح موعود کو دیکھ لے جس کا تیرہ سو برس سے اہل اسلام میں انتظار ہے تو بموجب نص صریح قرآن اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جا سکتا ہاں باجازت اس کے دوسرے وقت میں جا سکتا ہے۔ غرض چونکہ وہ مرحوم سید الشہداء اپنی صحبت سے حج نہ کر سکا اور قادیان میں ہی دن گزر گئے۔ تو قبل اس کے کہ وہ سرزمین کابل میں وارد ہوں۔ اور حدود ریاست کے اندر قدم رکھیں احتیاطاً قرین مصلحت سمجھا۔ کہ انگریزی علاقہ میں رہ کر امیر کابل پر اپنی سرگذشت کھول دی جائے کہ اس طرح پر حج کرنے سے معذوری پیش آئی۔ سو انہوں نے مناسب سمجھا کہ بریگیڈیر محمد حسین کو خط لکھا تا وہ مناسب موقعہ پر اصل حقیقت مناسب لفظوں میں امیر کے گوش گذار کر دیں۔ اور اس خط میں یہ لکھا کہ اگرچہ میں حج کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا۔ مگر مسیح موعود کی مجھے زیارت ہو گئی۔ اور چونکہ مسیح کے ملنے کے لئے اور اس کی اطاعت مقدم رکھنے کے لئے خدا اور رسول کا حکم ہے اس مجبوری سے مجھے قادیان میں ٹھیرنا پڑا۔ اور میں نے اپنی طرف سے یہ کام نہ کیا۔ بلکہ قرآن اور حدیث کی رو سے اسی امر کو ضروری سمجھا۔ جب یہ خط بریگیڈیر محمد حسین کوتوال کو پہنچا تو اس نے وہ خط اپنے زانو کے نیچے رکھ لیا اور اس وقت پیش نہ کیا۔ مگر اس کے نائب کو جو مخالف اور شریر آدمی تھا کسی طرح پتہ لگ گیا۔ کہ یہ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کا خط ہے۔ اور وہ قادیان میں ٹھیرے رہے۔ تب اس نے وہ خط کسی تدبیر سے نکال لیا اور امیر صاحب کے آگے پیش کر دیا۔ امیر صاحب نے بریگیڈیر محمد حسین کوتوال سے دریافت کیا کہ کیا یہ خط آپ کے نام آیا ہے۔ اس نے امیر کے موجودہ غیظ و غضب سے خوف کھا کر انکار کر دیا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی صاحب شہید نے کئی دن پہلے خط کے جواب کا انتظار کر کے ایک اور خط بذریعہ ڈاک محمد حسین کوتوال کو لکھا۔ وہ خط افسر ڈاکخانہ نے کھول لیا اور امیر صاحب کو پہنچا دیا۔ چونکہ قضا و قدر سے مولوی صاحب کی شہادت مقدر تھی۔ اور آسمان پر وہ برگزیدہ بزمرۂ شہداء داخل ہو چکا تھا۔ اس لئے امیر صاحب نے ان کے بلانے کے لئے حکمت عملی سے کام لیا اور ان کی طرف لکھا کہ آپ بلا خطرہ چلے آؤ۔ اگر یہ دعوے سچا ہوگا تو میں بھی مرید ہو جاؤں گا۔ بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ خط امیر نے ڈاک میں بھیجا تھا یا دستی روانہ کیا تھا۔ بہرحال اس خط کو دیکھ کر مولوی صاحب موصوف کابل کی طرف روانہ ہو گئے اور قضاء قدر نے نازل ہونا شروع کر دیا۔ راویوں نے بیان کیا ہے کہ جب شہید مرحوم کابل کے بازار سے گذرے تو گھوڑے پر سوار تھے اور ان کے پیچھے آٹھ سرکاری سوار تھے اور ان کی تشریف آوری سے پہلے عام طور پر کابل میں مشہور تھا کہ امیر صاحب نے اخوندزادہ صاحب کو دھوکہ دیکر بلایا ہے۔ اب بعد اس کے دیکھنے والوں کا یہ بیان ہے۔ کہ جب اخوندزادہ صاحب مرحوم بازار سے گذرے تو ہم اور دوسرے بہت سے بازاری لوگ ساتھ چلے گئے اور یہ بھی بیان کیا کہ آٹھ سرکاری سوار خوست سے ہی اُن کے ہمراہ کئے گئے تھے۔ کیونکہ اُن کے خوست میں پہنچنے سے پہلے حکم سرکاری اُن کے گرفتار کرنے کے لئے حاکم خوست کے نام آ چکا تھا۔ غرض جب امیر صاحب کے روبرو پیش کئے گئے تو مخالفوں نے پہلے ہی سے اُن کے مزاج کو بہت کچھ متغیر کر رکھا تھا۔ اس لئے وہ بہت ظالمانہ جوش سے پیش آئے اور حکم دیا کہ مجھے ان سے بو آتی ہے۔ ان کو فاصلہ پر کھڑا کرو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا کہ ان کو اس قلعہ میں جس میں خود امیر صاحب رہتے ہیں قید کر دو۔ اور زنجیر غراغراب لگا دو۔ یہ زنجیر وزنی ایک من چوبیس سیر انگریزی کا ہوتا ہے۔ گردن سے کمر تک گھیر لیتا ہے۔ اور اس میں ہتھکڑی بھی شامل ہے اور نیز حکم دیا کہ پاؤں میں بیڑی وزنی آٹھ سیر انگریزی کی لگا دو۔ پھر اس کے بعد مولوی صاحب مرحوم چار مہینہ قید میں رہے اور اس عرصہ میں کئی دفعہ ان کو امیر کی طرف سے فہمائش ہوئی۔ کہ اگر تم اس خیال سے توبہ کرو کہ قادیانی درحقیقت مسیح موعود ہے تو تمہیں رہائی دی جاویگی۔ مگر ہر ایک مرتبہ انہوں نے یہی جواب دیا کہ میں صاحب علم ہوں۔ اور حق اور باطل کے شناخت کرنے کی خدا نے مجھے قوت عطا کی ہے میں نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مسیح موعود ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میرے اس پہلو کے اختیار کرنے میں میری جان کی خیر نہیں ہے اور میرے اہل و عیال کی بربادی ہے۔ مگر میں اس وقت اپنے ایمان کو اپنی جان اور ہر ایک دنیوی راحت پر مقدم سمجھتا ہوں شہید مرحوم نے نہ ایک دفعہ بلکہ قید ہونے کی حالت میں بارہا یہی جواب دیا۔ اور یہ قید انگریزی قید کی طرح نہیں تھی۔ جس میں انسانی کمزوری کا کچھ کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے۔ بلکہ ایک سخت قید تھی جس کو انسان موت سے بدتر سمجھتا ہے۔ اس لئے لوگوں نے شہید موصوف کی اس استقامت اور استقلال کو نہایت تعجب سے دیکھا۔ اور درحقیقت تعجب کا مقام تھا کہ ایسا جلیل الشان شخص کہ جو کئی لاکھ روپیہ کی ریاست کابل میں جاگیر رکھتا تھا۔ اور اپنے فضائل علمی اور تقویٰ کی وجہ سے گویا تمام سرزمین کابل کا پیشوا تھا۔ اور قریباً پچاس برس کی عمر تک تنعم اور آرام میں زندگی بسر کی تھی اور بہت سا اہل و عیال اور عزیز فرزند رکھتا تھا۔ پھر یکدفعہ وہ ایسی سنگین قید میں ڈالا گیا جو موت سے بدتر تھی۔ اور جس کے تصور سے بھی انسان کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ ایسا نازک اندام اور نعمتوں کا پروردہ انسان وہ اس روح کے گداز کرنے والی قید میں صبر کر سکے۔ اور جان کو ایمان پر فدا کرے بالخصوص جس حالت میں امیر کابل کی طرف بار بار ان کو پیغام پہنچتا تھا کہ اس قادیانی شخص کے تصدیق دعویٰ سے انکار کر دو تو تم ابھی عزت سے رہا کئے جاؤ گے۔ مگر اس قوی الایمان بزرگ نے اس بار بار

کے وعدہ کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور بار بار یہی جوابدیا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ مین ایمان پر دنیا کو مقدم رکھ لون اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ جسکو مین نے خوب شناخت کرلیا۔ اور ہر طرح سے تسلی کرلی اپنی موت کے خوف سے اُس کا انکار کردون۔ یہ انکار تو مجھ سے نہین ہوگا۔ مین دیکھ رہا ہون کہ مین نے حق پالیا اس لئے چند روزہ زندگی کے لئے مجھ سے یہ بے ایمانی نہین ہوگی۔ کہ مین اُس ثابت شدہ حق کو چھوڑ دون۔ مین جان چھوڑنے کے لئے طیار ہون اور فیصلہ کرچکا ہون۔ کہ حق میرے ساتھ جائے گا۔ اس بزرگ کے بار بار کے یہ جواب ایسے تھے کہ سرزمین کابل کبھی اُن کو فراموش نہین کریگی۔ اور کابل کے لوگون نے اپنی تمام عمر مین یہ نمونہ ایمانداری اور استقامت کا کبھی نہین دیکھا ہوگا۔ اس جگہ یہ بھی ذکر کرنے کے لائق ہو۔ کہ کابل کے امیرون کا یہ طریق نہین ہے کہ اس قدر بار بار وعدہ معافی دیکر ایک عقیدہ کے چھوڑانے کے لئے توجہ دلائین لیکن مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی یہ خاص رعایت اس وجہ سے تھی کہ وہ ریاست کابل کا گویا ایک بازو تھا۔ اور ہزار ہا انسان اُس کے معتقد تھے اور جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہین وہ امیر کابل کی نظر مین اس قدر منتخب عالم فاضل تھا کہ تمام علماء مین آفتاب کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ پس ممکن ہے کہ امیر کو بجائے خود یہ رنج بھی ہو۔ کہ ایسا برگزیدہ انسان علماء کے اتفاق رائے سے ضرور قتل کیا جائیگا۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ آج کل ایک طور سے عنان حکومت کابل کی مولویون کے ہاتھ مین ہے۔ اور جس بات پر مولوی لوگ اتفاق کرلین پھر ممکن نہین کہ امیر اُس کے برخلاف کچھ کرسکو پس یہ امر قرین قیاس ہے کہ ایک طرف اس امیر کو مولویون کا خوف تھا اور دوسری طرف شہید مرحوم کو بیگناہ دیکھتا تھا۔ پس یہی وجہ ہے کہ وہ قید کی تمام مدت مین یہی ہدایت کرتا رہا کہ آپ اس شخص قادیانی کو مسیح موعود مت مانین اور اس عقیدہ سے توبہ کرین۔ تب آپ عزت کے ساتھ رہا کردئے جاؤ گے اور اسی نیت سے اس نے شہید مرحوم کو اس قلعہ مین قید کیا تھا جس قلعہ مین وہ آپ رہتا تھا تا متواتر فہمائش کا موقعہ ملتا رہے اور اس جگہ ایک اور بات لکھنے کے لائق ہے اور دراصل وہی ایک بات جو اس بلا کی موجب ہوئی اور وہ یہ ہے کہ عبدالرحمان شہید کے وقت سے یہ بات امیر اور مولویون کو خوب معلوم تھی۔ کہ قادیانی جو مسیح موعود کا دعوی کرتا ہے جہاد کا سخت مخالف ہے اور اپنی کتابون مین بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ اس زمانہ مین تلوار کا جہاد درست نہین اور اتفاق سے اس امیر کے باپ نے جہاد کے واجب ہونے کے بارے مین ایک رسالہ لکھا تھا جو میرے شائع کردہ رسالون کے بالکل مخالف ہے اور پنجاب کے شر انگیز بعض آدمی جو اپنے

تئین موحد یا اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے تھے امیر کے پاس پہنچ گئے تھے غالباً ان کی زبانی امیر عبدالرحمن نے جو امیر حال کا باپ تھا میری ان کتابون کا مضمون سن لیا ہوگا اور عبدالرحمن شہید کے قتل کی بھی یہی وجہ تھی کہ امیر عبدالرحمن نے خیال کیا تھا کہ یہ اس گروہ کا انسان ہے جو لوگ جہاد کو حرام جانتے ہین اور یہ بات یقینی ہے کہ قضا و قدر کی کشش سے مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم سے بھی یہ غلطی ہوئی کہ اس قید کی حالت مین بھی جتلادیا۔ کہ اب یہ زمانہ جہاد کا نہین اور وہ مسیح موعود جو درحقیقت مسیح ہے اس کی یہی تعلیم ہے۔ کہ اب یہ زمانہ دلائل کے پیش کرنے کا ہے۔ تلوار کے ذریعہ سے مذہب کو پھیلانا جائز نہین۔ اور اب اس قسم کا پودہ ہرگز بارور نہین ہوگا بلکہ جلد خشک ہو جائیگا۔ چونکہ شہید مرحوم سچ کے بیان کرنے مین کسی کی پروا نہین کرتے تھے۔ اور درحقیقت اُن کو سچائی کے پھیلانے کے وقت اپنی موت کا بھی اندیشہ نہ تھا۔ اس لئے ایسے الفاظ اُن کے مُنہ سے نکل گئے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کے بعض شاگرد بیان کرتے ہین۔ کہ جب وہ وطن کی طرف روانہ ہوئے تو بار بار کہتے تھے کہ کابل کی زمین اپنی اصلاح کے لئے میرے خون کی محتاج ہو اور درحقیقت وہ سچ کہتے تھے۔ کیونکہ سرزمین کابل مین اگر ایک کروڑ اشتہار شائع کیا جاتا اور دلائل قویہ سے میرا مسیح موعود ہونا اُن مین ثابت کیا جاتا تو اُن اشتہارات کا ہرگز ایسا اثر نہ ہوتا جیسا کہ اس شہید کے خون کا اثر ہوا۔ کابل کی سرزمین پر یہ خون اُس تخم کی مانند پڑا ہے۔ جو تھوڑے عرصے مین بڑا درخت بنجاتا ہے اور ہزار ہا پرندے اُس پر اپنا بسیرا لیتے ہین اب ہم اس دردناک واقعہ کا باقی حصہ اپنی جماعت کے لئے لکھکر اس مضمون کو ختم کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ جب چار مہینے قید کے گذر گئے۔ تب امیر نے اپنے روبرو شہید مرحوم کو بلاکر پھر اپنی عام کچہری مین توبہ کے لئے فہمائش کی اور بڑے زور سے رغبت دی کہ اگر تم اب بھی قادیانی کی تصدیق اور اس کے اصولون کی تصدیق سے میرے روبرو انکار کرو تو تمہاری جان بخشی کی جائیگی اور تم عزت کے ساتھ چھوڑے جاؤ گے شہید مرحوم نے جوابدیا کہ یہ تو غیر ممکن ہے کہ مین سچائی سے توبہ کرون۔ اس دنیا کے حکام کا عذاب تو موت تک ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن مین اس سے ڈرتا ہون جس کا عذاب کبھی ختم نہین ہو سکتا۔ ہان چونکہ مین سچ پر ہون اس لئے چاہتا ہون کہ ان مولویون سے جو میرے عقیدے کے مخالف ہین میری بحث کرائی جاوی اگر مین دلائل کے رو سے جھوٹا نکلا تو مجھ سزا دیجائے راوی اس قصہ کے کہتے ہین۔ کہ ہم اس گفتگو کے وقت موجود تھے۔ امیر نے اس بات کو پسند کیا اور مسجد شاہی

مین خان ملا خان اور آٹھ مفتی بحث کے لئے منتخب کئے گئے۔ اور ایک لاہوری ڈاکٹر جو خود پنجابی ہونے کی وجہ سے سخت مخالف تھا بطور ثالث کے مقرر کرکے بھیجا گیا بحث کے وقت مجمع کثیر تھا اور دیکھنے والے کہتے ہین کہ ہم اُس بحث کے وقت موجود تھے۔ مباحثہ تحریری تھا صرف تحریر ہوتی تھی اور کوئی بات حاضرین کو سنائی نہ جاتی تھی اس لئے اُس مباحثہ کا کچھ حال معلوم نہین ہوا۔ سات بجے صبح سے تین بجے سہپر تک مباحثہ جاری رہا۔ پھر جب عصر کا آخری وقت ہوا تو کفر کا فتوی لگایا گیا۔ اور آخری بحث مین شہید مرحوم سے یہ بھی پوچھا گیا کہ اگر مسیح موعود یہی قادیانی شخص ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہو۔ کیا وہ واپس دنیا مین آئینگے یا نہین۔ تو انہون نے بڑی استقامت سے جوابدیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہین۔ اب وہ ہرگز واپس نہین آئینگے۔ قرآن کریم ان کے مرجانے اور واپس نہ آنے کا گواہ ہے۔ تب تو وہ لوگ ان مولویون کی طرح جنہون نے حضرت عیسیٰ ؑ کی بات کو سنکر اپنے کپڑے پھاڑے تھے گالیان دینے لگے اور کہا اب اس شخص کے کفر مین کیا شک رہا اور بڑی غضبناک حالت مین یہ کفر کا فتوی لگایا گیا۔ پھر بعد اس کے اخوندزادہ حضرت شہید مرحوم اسیطرح پابزنجیر ہونیکی حالت مین قیدخانہ مین بھیجے گئے۔ اور اس جگہ یہ بات بیان کرنے سے رہ گئی ہے کہ جب شاہزادہ مرحوم کی ان بدقسمت مولویون سے بحث ہورہی تھی۔ تب آٹھ آدمی برہنہ تلوارین لیکر شہید مرحوم کے سر پر کھڑے تھے۔ پھر بعد اس کے وہ فتوی کفریات کے وقت امیر صاحب کی خدمت مین بھیجا گیا۔ اور یہ چالاکی کی گئی کہ مباحثہ کے کاغذات ان کی خدمت مین عمداً نہ بھیجے گئے اور نہ عوام پر ان کا مضمون ظاہر کیا گیا۔ یہ صاف اس بات پر دلیل تھی کہ مخالف مولوی شہید مرحوم کے ثبوت پیش کردہ کا کوئی رد نہ کرسکے۔ مگر افسوس امیر پر کہ اُس نے کفر کے فتوے پر ہی حکم لگادیا۔ اور مباحثہ کے کاغذات طلب نہ کئے۔ حالانکہ اس کو چاہئے تو یہ تھا کہ اُس عادل حقیقی سے ڈر کر جس کی طرف عنقریب تمام دولت و حکومت کو چھوڑ کر واپس جائیگا۔ خود مباحثہ کے وقت حاضر ہوتا۔ بالخصوص جبکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اس مباحثہ کا نتیجہ ایک معصوم بیگناہ کی جان ضائع کرنا ہے۔ تو اس صورت مین مقتضائے خداترسی کا یہی تھا۔ کہ بہرحال افتان خیزان اس مجلس مین جاتا۔ اور نیز چاہئے تھا کہ قبل ثبوت کسی جرم کے اُس شہید مظلوم پر یہ سختی روا نہ رکھتا۔ کہ ناحق ایک مدت تک قید کے عذاب مین ان کو رکھتا۔ اور زنجیرون اور ہتھکڑیون کے شکنجہ مین اُس کو دبایا جاتا۔ اور آٹھ سپاہی برہنہ شمشیرون کے ساتھ اس کے سر پر کھڑے کئے جاتے اور اس طرح ایک عذاب اور رعب مین ڈال کر اُس کو ثبوت دینے سے روکا جاتا۔ پھر اگر اس نے ایسا نہ کیا تو عادلانہ حکم دینے کے لئے یہ تو اس کا فرض تھا کہ کاغذات مباحثہ

کے اپنے حضور میں طلب کرتا۔ بلکہ پہلے سے یہ تاکید کر دیتا کہ کاغذات مباحثہ کے میرے پاس بھیج دینے چاہئیں اور نہ صرف اس بات پر کفایت کرتا کہ آپ ان کاغذات کو دیکھتا بلکہ چاہیے تھا کہ سرکاری طور پر ان کاغذات کو چھپوا دیتا کہ دیکھو کیسے یہ شخص ہمارے مولویوں کے مقابل پر مغلوب ہو گیا۔ اور کچھ ثبوت قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے بارے میں اور نیز جہاد کی ممانعت میں اور حضرت مسیح ؑ کے فوت ہو جانے کے بارے میں نہ دے سکا۔ ہائے وہ معصوم اس کی نظر کے سامنے ایک بکرے کی طرح ذبح کیا گیا اور باوجود صادق ہونے کے اور باوجود پورا ثبوت دینے کے اور باوجود ایسی استقامت کے کہ صرف اولیاء کو دی جاتی ہے۔ پھر بھی اس کا پاک جسم پتھروں کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ اور اس کی بیوی اور اس کے یتیم بچوں کو خوست سے گرفتار کر کے بڑی ذلت اور عذاب کے ساتھ کسی اور جگہ حراست میں بھیج گیا۔ اے نادان کیا مسلمانوں میں اختلاف مذہب اور رائے کی یہی سزا ہوا کرتی ہے۔ تو نے کیا سوچکر یہ خون کر دیا۔ سلطنت انگریزی جو اس امیر کی نگاہ اور نیز اس کے مولویوں کے خیال میں ایک کافر کی سلطنت ہے۔ کس قدر مختلف فرقے اس سلطنت کے زیر سایہ رہتے ہیں کیا اب تک اس سلطنت نے کسی مسلمان یا ہندو کو اس قصور کی بنا پر پھانسی دیدیا کہ اس کی رائے پادریوں کی رائے کے مخالف ہے۔ ہائے۔ افسوس آسمان کے نیچے بڑا ظلم ہوا کہ ایک بیگناہ معصوم باوجود صادق ہونیکے باوجود اہل حق ہونیکے اور باوجود اس کے کہ وہ ہزارہا معزز لوگوں کی شہادت سے تقوے اور طہارت کے پاک پیرایہ سے مزین تھا۔ اس طرح بیرحمی سے محض اختلاف مذہب کیوجہ سے مارا گیا۔ اس امیر سے وہ گورنر ہزارہا درجہ اچھا تھا جس نے ایک مجری پر حضرت مسیح ؑ کو گرفتار کر لیا تھا یعنی پیلاطوس جس کا آج تک انجیلوں میں ذکر موجود ہے۔ کیونکہ اس نے یہودیوں کے مولویوں کو جبکہ انھوں نے حضرت مسیح پر کفر کا فتویٰ لکھکر یہ درخواست کی کہ اس کو صلیب دیجائے یہ جواب دیا کہ اس شخص کا میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ افسوس اس امیر کو کم سے کم یہ تو پوچھنا چاہئے تھا کہ یہ سنگساری کا فتوے کس قسم کے کفر پر دیا گیا۔ اور اس اختلاف کو کیوں کفر میں داخل کیا گیا۔ اور کیوں انہیں یہ نہ کہا گیا کہ تمہارے فرقوں میں خود اختلاف بہت ہیں۔ کیا ایک فرقہ کو چھوڑ کر دوسرے کو سنگسار کرنا چاہئے جس امیر کا یہ طریق اور یہ عدل ہے نہ معلوم وہ خدا کو کیا جواب دیگا +

بعد اس کے کفر کا فتوے لگا کر شہید مرحوم قید خانہ میں بھیجا گیا صبح روز شنبہ کو شہید موصوف کو سلام خانہ یعنی خاص مکان دربار امیر صاحب میں بلایا گیا۔ اس وقت بھی بڑا مجمع تھا امیر صاحب جب ارک یعنی قلعہ سے نکلے تو راستہ میں شہید مرحوم ایک جگہ بیٹھے تھے ان کے پاس ہو کر گذرے۔ اور پوچھا کہ اخوندزادہ صاحب کیا فیصلہ ہوا۔ شہید مرحوم کچھ نہ بولے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان لوگوں نے ظلم پر کمر باندھی ہے مگر سپاہیوں میں کسی نے کہا کہ ملامت ہو گیا یعنی کفر کا فتوے لگ گیا۔ پھر امیر صاحب اپنے اجلاس پر آئے تو اجلاس میں بیٹھتے ہی پہلے اخوندزادہ صاحب مرحوم کو بلایا اور کہا کہ آپ پر کفر کا فتوے لگ گیا ہے اب کہو کیا توبہ کرو گے یا سزا پاؤ گے۔ تو انہوں نے صاف لفظوں میں انکار کیا اور کہا کہ میں حق سے توبہ نہیں کر سکتا کیا میں جان کے خوف سے باطل کو مان لوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہوگا تب امیر نے دوبارہ توبہ کے لئے کہا۔ اور توبہ کی حالت میں بہت امید دی اور وعدہ معافی دیا۔ مگر شہید موصوف نے بڑی زور سے انکار کیا اور کہا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں سچائی سے توبہ کروں۔ ان باتوں کو بیان کرنیوالے کہتے ہیں کہ یہ سنائی باتیں نہیں بلکہ ہم خود اس مجمع میں موجود تھے اور مجمع کثیر تھا۔ شہید مرحوم ہر ایک فہمائش کا زور سے انکار کرتا تھا اور وہ اپنے لئے فیصلہ کر چکا تھا کہ ضرور ہے کہ میں اس راہ میں جان دوں۔ تب اس نے یہ بھی کہا کہ میں بعد قتل چھ روز تک پھر زندہ ہو جاؤں گا۔ یہ راقم کہتا ہے کہ یہ قول وحی الٰہی کی بنا پر ہوگا جو اس وقت ہوئی ہوگی۔ کیونکہ اس وقت شہید مرحوم منقطعین میں داخل ہو چکا تھا اور فرشتے اس سے مصافحہ کرتے تھے۔ تب فرشتوں سے یہ خبر پاکر ایسا اس نے کہا۔ اور اس قول کے یہ معنے تھے کہ وہ زندگی جو اولیاء اور ابدال کو دیجاتی ہے چھ روز تک مجھے ملجائیگی اور قبل اس کے جو خدا کا دن آوے یعنی ساتواں دن میں زندہ ہو جاؤنگا اور یاد رہے کہ اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالے کی راہ میں شہید ہوتے ہیں۔ وہ چند دنوں کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ یعنی تم ان کو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں وہ تو زندے ہیں پس شہید مرحوم کا اس مقام کی طرف اشارہ تھا۔ اور میں نے ایک کشفی نظر میں دیکھا کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ میں سے کاٹی گئی۔ اور وہ ایک کے ہاتھ میں ہے۔ تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری کے پاس لگا دو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی۔ اور پھر دوبارہ اُگے گی اور ساتھ ہی مجھے وحی الٰہی ہوئی کہ کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا۔ اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ تخم کیطرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے اور وہ بہت بارور ہو کر ہماری جماعتکو بڑھا دے گا۔ اس طرف میں نے یہ خواب دیکھی اور اس طرف شہید مرحوم نے کہا کہ چھ روز تک میں زندہ کیا جاؤں گا میری خواب اور شہید مرحوم کے اس قول کا مآل ایک ہی ہے۔ شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑی نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک ان میں ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ادنے خدمت بجا لاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا۔ اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی بعض ایسے ہیں کہ پورے زور اور پورے صدق سے اسطرف نہیں آئے اور جس قوت ایمان اور انتہا درجہ کے صدق وصفا کا وہ دعوے کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں۔ اور کسی ادنے امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلہ میں بھی داخل ہو کر ان کی دنیا داری کم نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اسطرف کو اختیار کیا اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اٹھانے کے لئے طیار ہیں۔ لیکن جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا۔ اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں۔ خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے۔ اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے اور اس سلسلہ میں بہت داخل ہونگے مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں کہ یہ نمونہ دکھائیں گے +

پھر ہم اصل واقعہ کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ جب شہید مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کرنیکی فہمائش پر توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے ان سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا۔ اور اس میں مولویوں کا فتویٰ درج کیا اور اس میں یہ لکھا کہ ایسے کافر کی سنگسار کرنا سزا ہے۔ تب وہ فتویٰ اخوندزادہ مرحوم کے گلے میں لٹکا دیا گیا۔ اور پھر امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کے ناک میں چھید کر کے اس میں رسی ڈالدی جائے اور اسی رسی سے شہید مرحوم کو کھینچ کر مقتل یعنی سنگسار کرنیکی جگہ تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا۔ اور ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اس میں رسی ڈالی گئی۔ تب اس رسی کے ذریعہ سے شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے۔ اور امیر اپنے تمام مصاحبوں کے ساتھ اور مع قاضیوں مفتیوں اور دیگر اہلکاروں کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا۔ اور شہر کی ہزارہا مخلوق جن کا شمار کرنا مشکل ہے اس تماشہ کے دیکھنے کے لئے گئی جب مقتل پر پہنچے تو شاہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا اور پھر اس حالت میں جبکہ وہ کمر تک زمین میں گاڑ دیئے گئے تھے امیر ان کے پاس گیا۔ اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی میں تجھ بچا لیتا ہوں۔ اب تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھ دیا جاتا ہے اور اپنی جان اور اپنی عیال پر

رحم کر۔ تب شہید مرحوم نے جوابدیا کہ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور جان کیا حقیقت ہے۔ اور عیال و اطفال کیا چیز ہین جن کے لئے مین ایمان کو چھوڑ دون۔ مجھ سے ایسا ہرگز نہین ہوگا اور مین حق کے لئے مرونگا۔ تب فقیہون اور قاضیون نے شور مچایا کہ کافر ہے کافر ہے۔ اس کو جلد سنگسار کرو۔ اس وقت امیر اور اس کا بھائی نصر اللہ خان اور قاضی اور عبد الاحد کمیدان یہ لوگ سوار تھے اور باقی تمام لوگ پیادہ تھے۔ جب ایسی نازک حالتین شہید مرحوم نے بار بار کہدیا۔ کہ مین **ایمان** کو جان پر **مقدم** رکھتا ہون۔ تب امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ کہ تم نے کفر کا فتوے لگایا ہے۔ قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہین آپ چلاوین۔ تب امیر نے جوابدیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو۔ اور تمہارا ہی فتوے ہے اس مین میرا کوئی دخل نہین۔ تب قاضی نے گھوڑے سے اتر کر ایک پتھر چلایا جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی۔ پھر بعد اس کے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا پھر کیا تھا اس کی پیروی سے ہزارون پتھر اس شہید پر پڑنے لگے اور کوئی حاضرین مین سے ایسا نہ تھا جس نے اس شہید مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو۔ یہان تک کہ کثرت پتھرون سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھرون کا جمع ہوگیا۔ پھر امیر نے واپس ہونے کے وقت کہا کہ یہ شخص کہتا تھا کہ مین چھ روز تک زندہ ہو جاؤنگا اس پر چھ روز تک پہرہ رہنا چاہیئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ظلم یعنی سنگسار کرنا ۱۴ جولائی کو وقوع مین آیا۔ اس بیان مین اکثر حصہ اُن لوگون کا ہے۔ جو اس سلسلہ کے مخالف تھے جنہون نے یہ بھی اقرار کیا کہ ہم نے بھی پتھر مارے تھے اور بعض ایسے آدمی بھی اس بیان مین داخل ہین کہ شہید مرحوم کے پوشیدہ شاگرد تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اس سے زیادہ دردناک ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ امیر کے ظلم کو پورے طور پر ظاہر کرنا کسی نے روا نہین رکھا اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہت سے خطوط کے مشترک مطلب سے ہم نے خلاصۃً لکھا ہے ہر ایک قصہ مین اکثر مبالغہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ قصہ ہے کہ لوگون نے امیر سے ڈر کر اس کا ظلم پورا پورا بیان نہین کیا۔ اور بہت سی پردہ پوشی کرنی چاہی۔ شاہزادہ عبد اللطیف کے لئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی اب ظالم کا پاداش باقی ہے انہ من یات ربہ مجرما فان لہ جھنم لا یموت فیہا ولا یحیی۔ افسوس کہ یہ امیر زیر آیت من یقتل مومنا متعمدا داخل ہو گیا۔ اور ایک ذرہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین مین اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم مین ہین۔ جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہین اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہین کرتے۔

اے عبد اللطیف

تیرے پر ہزارون رحمتین کہ تو نے میری زندگی مین ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا

اور جو میری جماعت مین سے میری موت کے بعد رہین گے مین نہین جانتا کہ وہ کیا کام کرین گے۔

آن جوانمرد و حبیب کردگار جوہر خود کرد آخر آشکار
نقد جان از بہر جانان باختہ دل ازین فانی سرا پرداختہ
پُرخطر ہست این بیابانِ حیات صد ہزاران اژدہائش در جہات
صد ہزاران آتشے تا آسمان صد ہزاران سیل خونخوار و دمان
صد ہزاران فرسخے تا کوئے یار دشت پُرخار و بلائش صد ہزار
بنگر این شوخی ازان شیخ عجم این بیابان کرد طے از یک قدم
این چنین باید خدا را بندہ سر پئے دلدار خود افگندہ
او پئے دلدار از خود مردہ بود از پئے تریاق زہرے خوردہ بود
تا نہ نوشد جام این زہرے کسے کے رہائی یابد از مرگ آن خسے
زیر این موت است پنہان صد حیات زندگی خواہی بخور جام ممات
تو کہ گشتی بندۂ حرص و ہوا این طلب در نفسِ دونِ تو کجا
دل بدین دنیائے دون آویختی آبرو از بہر عصیان ریختی
صد ہزاران فوج شیطان در پسیت تا بسوزد در جہنم چون خسیت
از پئے اسید یا بہر خطر مے شود ایمانِ تو زیر و زبر
از برائے این سرائے بے وفا مے نہی دینِ خدا را زیر پا
دین بود دین فدائے آن نگار اے سیہ باطن ترا با دین چہ کار
پست ہستی لاف استعلا مزن وز گلیم خویش بیرون پا مزن
خویشتن را نیک اندیشیدہ ای ہداک اللہ چہ بد فہمیدہ
خوش نگردد دلستان از قیل و قال تا نمیری زندگی باشد محال
کبر و کین را ترک کن ای بد خصال تا بتابد بر تو نورِ ذوالجلال
این چنین بالا ز بالا چون پری یا مگر زان ذات بیچون منکری
کاخ دنیا را چہ دیدا ستی بنا کت خوش افتاد این فانی سرا
دل چرا غافل بہ بندد اندرین ناگہان باید شدن بیرون ازین
از پئے دنیا بریدن از خدا بس ہمین باشد نشانِ اشقیا
چون شود بخشائش حق بر کسے دل نمی ماند بدنیائش بسے
خوشترش آید بیابانِ تپان تا درون نالد ز بہر دلستان
پیش از مردن بمیرد حق شناس زانکہ محکم نیست دنیا را اساس
ہوش کن این جائیگہ جائے فناست با خدا مے باش چون آخر خداست
زہر قاتل گر بدست خود خوری من چسان دانم کہ تو دانشوری
بین کہ این عبد اللطیف پاک مرد چون پئے حق خویشتن برباد کرد
جان بصدق آن دلستان را دادہ است تاکنون در سنگہا افتادہ است
این بود رسم رہ صدق و وفا این بود مردانِ حق را انتہا
از پئے آن زندہ از خود فانی اند جان فشان بر مسلکِ ربانی اند

فارغ افتادہ ز نام و عز و جاہ دل ز کف و ز فرق افتادہ کلاہ
دور تر از خود بیار آمیختہ آبرو از بہر روئے ریختہ
ذکر شان ہم مے دہد یاد از خدا صدق ورزان در جناب کبریا
گر بجوئی این چنین ایمان بود کار بر جویندگان آسان بود
لیک تو افتادہ در دنیا اسیر تا نمیری کے رہی زین دار و گیر
تا نمیری اے سگِ دنیا پرست دامنِ آن یار کے آید بدست
نیست عشقو تا بر تو فیضانے رسد جان بیفشان تا دگر جانے رسد
تو گذاری عمر خود در کبر و کین چشم بستہ از رہِ صدق و یقین
نیکدل با نیکوان دارد سرے بر گہر تف مے زند بدگوہرے
ہست دین تخم فنا را کاشتن وز سرِ ہستی قدم برداشتن
چون بیفتی با دو صد درد و نفیر کس نمی خیزد کہ گردد دستگیر
باخبر را دل تپد بر بے خبر رحم بر کورے کند اہل بصر
ہمچنین قانونِ قدرت افتاد مر ضعیفان را قوی آرد بیاد

ذکر اُس پیشگوئی کا جو براہین احمدیہ

کے صفحہ ۵۱۱ مین درج ہے مع اُس پیشگوئی کے جو براہین احمدیہ ۵۱۰ مین مندرج ہے یعنی وہ پیشگوئی جو صاحبزادہ مولوی **محمد عبد اللطیف** صاحب مرحوم اور میان

عبد الرحمن مرحوم کی شہادت کی نسبت

ہے اور وہ پیشگوئی جو میرے محفوظ رہنے کی نسبت ہے

واضح ہو کہ براہین احمدیہ کے صفحہ پانسو دس اور صفحہ ۵۱۱ مین یہ پیشگوئیان ہین۔ وان لم یعصمک الناس یعصمک اللہ من عندہ یعصمک اللہ من عندہ وان لم یعصمک الناس شاتان تذبحان۔ وکل من علیہا فان۔ ولا تہنوا ولا تحزنوا الیس اللہ بکاف عبدہ۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیئ قدیر۔ وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا۔ وفی اللہ اجرک۔ ویرضی عنک ربک ویتم اسمک وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم۔ وعسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ ترجمہ اگرچہ لوگ تجھے قتل ہونیسے نہ بچائین لیکن خدا تجھے بچائیگا۔ خدا تجھے ضرور قتل ہونیسے بچائیگا اگرچہ لوگ نہ بچائین یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لوگ تیرے قتل کے لئے سعی اور کوشش کرین گے خواہ اپنے طور سے اور خواہ گورنمنٹ کو دھوکہ دیکر مگر خدا ان کو ان کی تدبیرون مین نامراد رکھے گا۔ یہ ارادہ الہی اس غرض سے ہے کہ اگرچہ قتل ہونا مومن کے لئے شہادت ہے۔ لیکن عادۃ اللہ اسی طرح ہے کہ دو قسم کے مرسل من اللہ قتل نہین ہوا کرتے (۱) ایک وہ نبی جو سلسلہ کے اول پر آتے ہین۔ جیسا کہ سلسلہ موسویہ مین حضرت موسیٰ اور سلسلہ محمدیہ مین ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۲) وہ نبی اور

مامورمن اللہ جو سلسلہ کے آخر مین آتے ہین۔ جیسے کہ سلسلہ موسویہ مین حضرت عیسٰے علیہ السلام اور سلسلہ محمدیہ مین یہ عاجز یہی راز ہے کہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف مین یعصمک اللہ کی بشارت ہے۔ ایسا ہی اُس خدا کی وحی مین میرے لئے یعصمک اللہ کی بشارت ہے اور سلسلہ کے اول اور آخر کے مرسل جو صدر سلسلہ ہو شہید کیا جاوے تو عوام کو اس مرسل کی نسبت بہت شبہات پیدا ہوجاتے ہین۔ کیونکہ ہنوز وہ اس سلسلہ کی پہلی اینٹ ہوتا ہے۔ پس اگر سلسلہ کی بنیاد پڑتے ہی اس سلسلہ پر یہ پتھر پڑین کہ جو بانی سلسلہ ہے وہی قتل کیا جاوے تو یہ ابتلا عوام کی برداشت سے برتر ہوگا اور ضرور وہ شبہات مین پڑین گے اور ایسے بانی کو نعوذ باللہ مفتری قرار دین گے مثلاً اگر حضرۃ موسٰی فرعون کے روبرو جاکر اُسی روز قتل کئے جاتے یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس روز جسدن قتل کے لئے مکہ مین آپکے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا۔ کافرون کے ہاتھ سے [illegible] لعت اور سلسلہ کا دنیا مین خاتمہ ہوجاتا اور بعد اس کے کوئی نام بھی نہ لیتا۔ پس یہی حکمت تھی کہ باوجود ہزارون جانی دشمنون کے نہ حضرت موسٰے شہید ہوسکے۔ اور نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوسکے اور اگر آخر سلسلہ کا مرسل شہید کیا جائے تو عوام کی نظر مین خاتمہ سلسلہ پر ناکامی اور نامرادی کا داغ لگایا جائے گا۔ اور خدا تعالےٰ کا منشاء یہ ہے۔ کہ خاتمہ سلسلہ کا فتح اور کامیابی کے ساتھ ہو۔ کیونکہ حکم خواتیم پر ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا منشاء ہرگز نہیں کہ خاتمہ سلسلہ پر دشمن ملعون کو کوئی خوشی پہونچے۔ جیسا کہ اُس کا منشاء نہین ہے کہ سلسلہ کی ابتدا مین ہی پہلی اینٹ کے ٹوٹنے سے ہی دشمن لعنتی خوشی سے بغلین بجاوین۔ پس اس لئے حکمت الٰہیہ نے سلسلہ موسویہ کے آخر مین حضرۃ عیسٰی علیہ السلام کو صلیب کی موت سے بچا لیا۔ اور سلسلہ محمدیہ کے آخر مین بھی اسی غرض سے کوشش کی گئی یعنی خون کا دعویٰ کیا گیا تا مہدی مسیح کو صلیب پر کھینچا جائے۔ مگر خدا کا فضل پہلے مسیح کی نسبت بھی اس مسیح پر زیادہ جلوہ نما ہوا اور سزائے موت سے اور ہر ایک سزا سے محفوظ رکھا۔ غرض چونکہ اول اور آخر سلسلہ کے دو دیوارین ہین اور دو پشتیبان ہین۔ اس لئے عادۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اول سلسلہ اور آخر سلسلہ کے مرسل کو قتل سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگرچہ شریر اور خبیث آدمی بہت کوشش کرتے ہین کہ قتل کردین مگر خدا کا ہاتھ اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ بعض وقت نادان دشمن دھوکہ سے یہ خیال کرتا ہے کہ کیا مین نیک نہین ہون۔ اور کیا مین نماز اور روزہ کا پابند نہین۔ جیسا کہ یہود کے فقیہون اور فریسیون کو بھی خیال تھا بلکہ بعض انمین سے حضرت عیسٰے کے وقت مین ملہم ہونے کا بھی دعوےٰ کرتے تھے۔ مگر ایسا نادان یہ نہین جانتا کہ جو خدا کے صادق بندے ہوتے ہین۔ اور گہرے تعلق اُس کے ساتھ رکھتے ہین۔ وہ اُس صدق اور وفا اور محبت الٰہیہ سے رنگین ہوتے ہین۔ کہ خدا تعالےٰ کو اُنکا ساتھ دینا پڑتا ہے اور اُن کے دشمن کو ہلاک کرتا ہے۔ جیسا کہ بلعم نے تکبر اور غرور سے یہ خیال کیا۔ کہ کیا موسٰی مجھ سے بہتر ہے مگر موسٰی کا خدا کے ساتھ ایک تعلق تھا جسکو لفظ ادا نہین کرسکتے اور جو بیان کرنے مین نہین آسکتا۔ اس لئے اندھا بلعم اُس تعلق سے بیخبر تھا اور جو اپنے سے بہت بڑا تھا اُس کا مقابلہ کرکے مارا گیا سو ہمیشہ یہ امر واقع ہوتا ہے کہ جو خدا کے خاص حبیب اور وفادار بندے ہین۔ اُنکا صدق خدا کے ساتھ اُس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ یہ دنیادار اندھے اسکو دیکھ نہین سکتے۔ اس لئے ہر ایک سجادہ نشینون اور مولویون مین سے اُن کے مقابلے کے لئے اُٹھتا ہے اور وہ مقابلہ اُس سے نہین بلکہ خدا سے ہوتا ہے بھلا یہ کیونکر ہوسکے کہ جس شخص کو خدا نے ایک عظیم الشان غرض کے لئے پیدا کیا ہے اور جس کے ذریعہ سے خدا چاہتا ہے کہ ایک بڑی تبدیلی دنیا مین ظاہر کرے ایسے شخص کو چند جاہل اور بزدل اور مفسد اور نالتمام اور بیوپارزاہدون کی خاطر سے ہلاک کردے اگر دو کشتیون کا باہم ٹکراؤ ہوجائے جنمین سے ایک ایسی ہو۔ کہ اُس مین بادشاہِ وقت جو عادل اور کریم الطبع اور فیاض اور سعید النفس ہے معہ اپنے خاص ارکان کے سوار ہے اور دوسری کشتی ایسی ہے جسمین چند چوہڑے چمار یا ایسا ہی بدمعاش بدوضع بیٹھے ہین اور ایسا موقعہ آپڑا ہے کہ ایک کشتی کا بچاؤ اس مین ہو کہ دوسری معہ اُس کی سوارون کے تباہ کیجائے تو اب بتلاؤ کہ اُس وقت کونسی کارروائی بہتر ہوگی۔ کیا اُس بادشاہِ عادل کی کشتی تباہ کی جائیگی۔ یا ان بدمعاشون کی کہ جو حقیر و ذلیل ہین تباہ کردیجائیگی۔ مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ بادشاہ کی کشتی بڑے زور اور حمایت سے بچائی جائے گی۔ اور ان چوہڑون چمارون کی کشتی تباہ کردی جاویگی۔ اور وہ بالکل لاپرواہی سے ہلاک کردئے جائینگے۔ اور اُن کے ہلاک ہونے مین خوشی ہوگی۔ کیونکہ دنیا کو بادشاہِ عادل کے وجود کی بہت ضرورت ہے۔ اور اس کا مرنا ایک عالم کا مرنا ہے۔ اگرچہ چوہڑے اور چمار مرگئے تو اُن کی موت سے کوئی خلل دنیا کے انتظام مین نہین آسکتا۔ پس خدا تعالےٰ کی یہی سنت ہے کہ جب اُس کے مرسلون کے مقابل پر ایک اور فریق کھڑا ہوجاتا ہے۔ تو گو وہ اپنے خیال مین کیسے ہی اپنے تئین نیک قرار دین اُنہین کو خدا تعالیٰ تباہ کرتا ہے اور اُنہین کی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے کیونکہ وہ نہین چاہتا کہ جس غرض کے لئے اپنے کسی مرسل کو مبعوث فرماتا ہے اس کو ضائع کرے۔ کیونکہ اگر ایسا کرے تو پھر وہ خود اپنی غرض کا دشمن ہوگا۔ اور پھر زمین پر اُس کی کون عبادت کریگا۔ دنیا کثرت کو دیکھتی ہے اور خیال کرتی ہے کہ یہ فریق بہت بڑا ہے۔ سو یہ اچھا ہے اور نادان خیال کرتا ہے کہ یہ لوگ ہزارون لاکھون مساجد مین جمع ہوتے ہین کیا یہ بُرے ہین۔ مگر خدا کثرت کو نہین دیکھتا وہ دلون کو دیکھتا ہے۔ خدا کے خاص بندون مین محبت الٰہی اور صدق اور وفا کا ایک خاص نور ہوتا ہے کہ اگر مین بیان کرسکتا تو بیان کرتا۔ لیکن مین کیا بیان کرون جب سے دنیا ہوئی اس راز کو کوئی نبی یا رسول بیان نہین کرسکا خدا کے باوفا بندون کی اس طور سے آستانہ الٰہی پر روح گرتی ہے۔ کہ کوئی لفظ ہمارے پاس نہین کہ اُس کیفیت کو دکھلا سکے۔

اب بعد اس کے بقیہ ترجمہ کرکے اس مضمون کو ختم کرتا ہون خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگرچہ مین تجھے قتل سے بچاؤنگا مگر تیری جماعت مین سے دو بکریان ذبح کی جائینگی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہوگا یعنی بیگناہ اور معصوم ہونیکی حالت مین قتل کی جائین گی۔ یہ خدا تعالےٰ کی کتابون مین محاورہ ہے کہ بیگناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دیجاتی ہے اور کبھی گائیون سے بھی تشبیہ دیجاتی ہے۔ سو خدا تعالےٰ نے اسجگہ انسان کا لفظ چھوڑ کر بکری کا لفظ استعمال کیا۔ کیونکہ بکری مین دو ہنر ہین وہ دودھ بھی دیتی ہے اور پھر اُس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی محمد عبداللطیف اور ان کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارہ مین ہے کہ جو براہین احمدیہ کے لکھے جانے کے بعد پورے تئیس ۲۳ برس بعد پوری ہوئی ..... اب تک لاکھون کروڑون انسانون نے اس پیشگوئی کو میری کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ مین پڑھا ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ جیسا کہ ابھی مین نے لکھا ہے کہ بکری کی صفتون مین سے ایک دودھ دینا ہے اور ایک اُس کا گوشت ہے جو کھایا جاتا ہے۔ یہ دونون بکری کی صفتین مولوی عبداللطیف صاحب موصوف کی شہادۃ سے پوری ہوئین۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کے وقت انواع اقسام کے معارف اور حقائق بیان کرکے مخالفون کو دودھ دیا۔ گو بدقسمت مخالفون نے وہ دودھ نہ پیا اور پھینکدیا اور پھر شہید مرحوم نے اپنی جان کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا۔ تا مخالف اس گوشت کو کھاوین۔ اور اس خون کو پیوین۔ یعنی محبت کے رنگ مین اور اس طرح اس پاک قربانی سے فائدہ اُٹھاوین اور سوچ لین۔ کہ جس مذہب اور جس عقیدہ پر وہ قائم ہین اور جسپر اُن کے باپ دادے مرگئے کیا ایسی قربانی کبھی اُنہون نے کی۔ کیا ایسا صدق اور اخلاص کبھی کسی نے دکھلایا کیا ممکن ہے کہ جب تک انسان یقین سے بھر کر خدا کو نہ دیکھے وہ ایسی قربانی دیسکے بیشک ایسا خون اور ایسا گوشت ہمیشہ حق کے طالبون کو اپنی طرف دعوت کرتا رہیگا جب تک کہ دنیا ختم ہوجائے۔ غرض چونکہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کو ان دو صفتون کی وجہ سے بکری سے بہت مشابہت

تھی - اور میاں عبد الرحمٰن بھی بکری سے مشابہت رکھتا تھا اس لئے ان کو بکری کے نام سے یاد کیا گیا اور چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ اس راقم اور اس کی جماعت پر اس ناحق کے خون سے بہت صدمہ گزریگا - اس لئے اس وحی کے مابعد آنیوالے فقروں میں تسلی اور عزا پرسی کے رنگ میں کلام نازل فرمایا جو ابھی عربی میں لکھ چکا ہوں جس کا یہ ترجمہ ہے کہ اس مصیبت اور اس سخت صدمہ سے تم غمگین اور اداس مت ہو کیونکہ اگر دو آدمی تم میں سے مارے گئے تو خدا تمہارے ساتھ ہے وہ دو کے عوض ایک قوم تمہارے پاس لائیگا - اور وہ اپنے بندے کے لئے کافی ہے - کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور یہ لوگ جہاں دو مظلوموں کو شہید کرینگے ہم تجھ کو گیا متیہیں گواہ لائینگے - اور کس گناہ سے انھوں نے شہید کیا تھا - اور خدا تیرا اجر دیگا اور تجھ سے راضی ہوگا - اور تیرے نام کو پورا کریگا یعنے احمد کے نام کو جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنیوالا اور وہی شخص خدا کی بہت تعریف کرتا ہے جس پر خدا کے انعام اکرام بہت نازل ہوتے ہیں پس مطلب یہ ہے کہ خدا تجھ پر انعام اکرام کی بارش کریگا اس لئے تو سب سے زیادہ اس کا ثنا خواں ہوگا - تب تیرا نام جو احمد ہے پورا ہو جائیگا - پھر بعد اس کے فرمایا کہ ان شہیدوں کے مارے جانے سے غم مت کرو - ان کی شہادۃ میں حکمت الٰہی ہے اور بہت باتیں ہیں - جنکو تم چاہتے ہو کہ وہ وقوع میں آویں حالانکہ ان کا واقعہ ہونا تمہارے لئے اچھا نہیں ہوتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ تمہارے لئے کیا بہتر ہے مگر تم نہیں جانتے - اس تمام وحی الٰہی میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کا اس بیرحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے (وما رئینا ظلماً اغیظ من ہذا) لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہونگی - اور کابل کی زمین دیکھ لیگی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائیگا یہ خون کبھی ضایع نہیں جائیگا پہلے اس سے غریب عبد الرحمٰن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چپ رہا مگر اس خون پر اب وہ چپ نہیں رہیگا اور بڑے بڑے نتایج ظاہر ہونگے چنانچہ سنا گیا ہے کہ جب شہید مرحوم کو ہزاروں پتھروں سے قتل کیا گیا تو انہیں دنوں میں سخت ہیضہ کابل میں پھوٹ پڑا اور بڑے بڑے ریاست کے نامی اس کا شکار ہو گئے اور بعض امیر کے رشتہ دار اور عزیز بھی اس جہان سے رخصت ہوئے مگر ابھی کیا ہے یہ خون بڑی بیرحمی کیساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملے گی - ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا - کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا - اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے ✦

ایک جدید کرامت مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی

جب میں نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا تو میرا ارادہ تھا کہ قبل اس کے جو ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ کو بمقام گورداسپور ایک مقدمہ پر جاؤں جو ایک مخالف کی طرف سے فوجداری میں میری پر دائر ہے یہ رسالہ تالیف کر لوں اور اس کو ساتھ لیجاؤں تو ایسا اتفاق ہوا کہ مجھے درد گردہ سخت پیدا ہوا میں نے خیال کیا کہ یہ کام ناتمام رہ گیا صرف دو چار دن ہیں - اگر میں اسیطرح درد گردہ میں مبتلا رہا جو ایک مہلک بیماری ہے تو یہ تالیف نہیں ہو سکیگا - تب خدا تعالےٰ نے مجھے دعا کی طرف توجہ دلائی - میں نے رات کے وقت جبکہ تین گھنٹے کے قریب بارہ بجے کے بعد رات گذر چکی تھی اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ اب میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو سو میں نے اسی دردناک حالت میں صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کے تصور سے دعا کی - کہ یا الٰہی اس مرحوم کے لئے میں اس کو لکھنا چاہتا تھا تو ساتھ ہی مجھے غنودگی ہوئی اور الہام ہوا سلام قولاً من رب رحیم یعنی سلامتی اور عافیت ہے یہ خدائے رحیم کا کلام ہے پس قسم ہے مجھ اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابھی صبح کے چھ نہیں بجے تھے کہ میں بالکل تندرست ہو گیا اور اسی روز نصف کے قریب کتاب کو لکھ لیا - فالحمد للہ علیٰ ذالک

بیان شہادۃ میاں عبد الرحمٰن صاحب مرحوم شاگرد مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف رئیس اعظم خوست ملک افغانستان

مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادۃ سے تخمیناً دو برس پہلے اُن کے ایما اور ہدایت سے میاں عبد الرحمٰن شاگرد رشید اُن کے قادیان میں شاید دو یا تین دفعہ آئے - اور ہر ایک مرتبہ کئی کئی مہینہ تک رہے - اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل کے سننے سے اُن کا ایمان شہدا کا رنگ پکڑ گیا - اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وہ میری تعلیم سے پورا حصہ لے چکے تھے اور اتفاقاً ان کی حاضری کے ایام میں بعض کتابیں میری طرف سے جہاد کی ممانعت میں چھپی تھیں - جن سے انکو یقین ہو گیا تھا کہ یہ سلسلہ جہاد کا مخالف ہے پھر ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ مجھ سے رخصت ہو کر پشاور میں پہونچے تو اتفاقاً خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سے جو پشاور میں تھے اور میرے مرید ہیں ملاقات ہوئی اور انہی دنوں میں خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک رسالہ جہاد کی ممانعت میں شایع کیا تھا - اس سے ان کو بھی اطلاع ہوئی اور وہ مضمون ایسا اُن کے دل میں بیٹھ گیا کہ کابل میں جا کر جا بجا انھوں نے یہ ذکر شروع کیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا درست نہیں کیونکہ وہ ایک کثیر گروہ مسلمانوں کے حامی ہیں اور کئی کروڑ مسلمان امن و عافیت سے اُن کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں تب یہ خبر رفتہ رفتہ امیر عبد الرحمٰن کو پہنچ گئی - اور یہ بھی بعض شریر پنجابیوں نے جو اس کے ساتھ ملازمت کا تعلق رکھتے ہیں اس پر ظاہر کیا کہ یہ ایک پنجابی شخص کا مرید ہے جو اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے - اور اس کی یہ بھی تعلیم ہے کہ انگریزوں سے جہاد درست نہیں بلکہ اس زمانہ میں قطعاً جہاد کا مخالف ہے - تب امیر یہ سنکر بہت برافروختہ ہوا اور اس کو قید کرنیکا حکم دیا تا مزید تحقیقات سے کچھ زیادہ حال معلوم ہو - آخر یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ گئی کہ ضرور یہ شخص مسیح قادیانی کا مرید اور مسئلہ جہاد کا مخالف ہے - تب اس مظلوم کو گردن میں کپڑا ڈالکر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا - کہتے ہیں کہ اس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوئے ✦

یہ تو میاں عبد الرحمٰن شہید کا ذکر ہے - اور اوپر ہم مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف کی شہادت کا ذکر کر چکے ہیں اور اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ اس قسم کا ایمان حاصل کرنے کے لئے دعا کرتے رہیں - کیونکہ جب تک انسان کچھ خدا کا اور کچھ دنیا کا ہے تب تک آسمان پر اُس کا نام نہیں ✦

مقدمہ

۱۲ نومبر سے لیکر ۱۶ نومبر تک صرف مقدمہ مولوی کرم الدین صاحب بنام حضرۃ اقدس و حکیم فضل دین صاحب دائر رہا مستغیث اور اس کی شہادتوں کے بیان جنمیں مولوی ثناء اللہ بھی تھے ابتدا میں ہوئے مگر خواجہ صاحب نے جرح محفوظ رکھی بعد گذر جانے شہادتوں کے ۱۶ نومبر تک خواجہ صاحب صرف مولوی کرم الدین صاحب مستغیث پر جرح کرتے رہے جو کہ ابھی نامکمل ہے اور آئندہ تاریخ ۱۵ دسمبر قرار پائی ہے اس مقدمہ میں مولویوں کے عقائد متعلق مسیح و مہدی خونی و مسئلہ جہاد خوب کھل جاویں گے ✦

مراسلات

ہر کہ با صادق آویخت آبروئے خود ریخت

ضمیمہ شحنہ ہند مطبوعہ یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۳ نمبر ۳۳ جلد ۲۱ و ۲۳ مین ایک صاحب عبد الحکیم نامی ساکن اٹاوہ کی تحریر شایع ہوئی ہے۔ اس تحریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی لٹیا اپنے ہاتھون اتار کر دوسرون کی عزت پر دست درازی کرنا چاہتے ہین۔ شوخ چشمی اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ اپنے قلم سے آپکو مرتد لکھتے ہین عبارت ان کی یہ ہے "ان بزرگوار کو جن کی تحریک سے مین مرزائی مرتد ہوا تھا شاق گذرا" اسی تحریر مین عبد الحکیم صاحبنے اپنی مختصر سوانح عمری بھی لکھی ہے ہم چاہتے ہین کہ اسکو مکمل کر کے ناظرین کے روبرو پیش کرین۔ پس واضح ہو کہ عبد الحکیم صاحب اس متوفی شخص کے فرزند ارجمند ہین جو بڑے نیک چلن آدمی تھے اور جنکی خوش وضعی اب تک شہر مین زبان زد خاص و عام ہے۔ مایہ علمی عبد الحکیم صاحب کا اس قدر ہے کہ آپ صرف اردو مڈل پاس ہین۔ عربی انگریزی بالکل نہین جانتے فارسی عبارت بھی صحیح طور پر نہین پڑھ سکتے بلکہ دراصل اردو بھی کامل طور پر نہین پڑھ سکتے اس پر خوش فہمی تو آپ ہی کے حصہ مین آگئی ہے مزہ یہ ہے کہ اس مبلغ علم پر آپ ایک کتاب بغل مین دبا کر ہر ایک شخص سے بحث مباحثہ وہر پھٹول کو طیار رہتے ہین آپ کی سخن فہمی کا بھی کیا پوچھنا ہے اپنی اسی تحریر مورخہ ۲۷ ر اگست سنہ ۱۹۰۳ مین اپنی نسبت لکھتے ہین۔

"مین پہلے اس سے ایک سیدھا سادہ کلمہ گو پابند صوم و صلوۃ تھا"

جس سے ظاہر ہے کہ آپ ۲۷ ر اگست سنہ ۱۹۰۳ سے نہ پابند صوم و صلوۃ رہے نہ سیدھے سادے کلمہ گو۔ سچ ہے ؎

سہا طیرھا مثال نیش گژدم ٭ کبھی کج فہم کو سیدھا نپایا

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا باقی حالات ان عبد الحکیم صاحب کے اور سنیئے تھوڑا عرصہ گذرا کہ یہ حضرت جناب مولوی تفضل حسین صاحب تحصیلدار کی خدمتمین دہرات رہا کرتے تھے اور ان کے دستر خوان پر کھانا بھی کھایا کرتے تھے۔ اس طرح رسوخ بڑھانے کے بعد ملازمت کے خواہشمند ہوکر تحصیلدار صاحبنے کوشش کر کے ان کو سررشتہ میونسپلٹی ضلع مین پوری مین ایک محرر کی جگہ پر مقرر کرا دیا یہ وہ زمانہ ہے جب عبد الحکیم صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب قادیانی کے مرید ہوگئے تھے اور مرزا صاحب کی جماعت مین بہت کچھ جوش دکھاتے تھے۔ جب مین پوری مین محرر ہوگئے تو پھر انہون نے خوب ہاتھ پاؤن نکالے اور ایسی نیک چلنی اور خوش فہمی اختیار کی کہ ان پر ایک مقدمہ قائم ہوا اور آخر کار محرری سے علیحدہ کیے گئے۔ غالباً اسی زمانہ مین مولوی تفضل حسین صاحبنے پنشن کی درخواست کی اور وہ عبد الحکیم صاحب کو کوئی دوسری جگہ ملجانے کے لئے کچھ اور کوشش نکر سکے۔ بس پھر کیا تھا عبد الحکیم صاحبنے بھی اپنا رنگ بدلا۔ اور مولوی صاحب اور مرزا صاحب قادیانی کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے۔ چند خود پسند کوتہ اندیش گوار تھیو نکی ترغیب سے اونھون نے ضمیمہ شحنہ ہند اور جعفر زٹلی کے پرچے کہین سے بہم پہنچا کر شہر مین گشت لگانا اور چندہ فراہم کرنا اور مرزا صاحب کے خلاف وعظ کرنا شروع کیا۔ حیادار ایسے ہین کہ مولوی تفضل حسین صاحب تحصیلدار کی برائی کرتے پھرتے ہین اور اونھین کے مکان پر اب بھی آتے جاتے ہین اور ان کے سامنے بہت سی باتون مین ہان مین ہان ملاتے ہین۔

.... اس پر طرہ یہ ہوا کہ ہمارے محکمہ کے مولا بخش اور کلو حجام ان اور شتاب خان معمار جو لبرادر عزیز سید صادق حسین مختار عدالت کے سمجھانے سے مرزا صاحب کے مرید ہوگئے تو امر عبد الحکیم صاحب کو بہت ناگوار گذرا ہمارے خاندان سے اور عبد الحکیم صاحب کے خاندان سے چونکہ مدت سے عداوت چلی آتی ہے یہان تک کہ عدالتین مقدمہ بازی بھی کئی مرتبہ ہوچکی ہے اس لئے اب حسد کے جوش نے عبد الحکیم صاحب کو کھلے پھپھولے پھوڑنے کا خوب سلسلہ ڈالا۔ پس مرزا صاحب کی بحث کو انھون نے ایک پردہ قرار دیکر ہم لوگون کو برا بھلا کہنا اور اخبارات مین مضامین چھپوانا شروع کیا گر عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہے عبد الحکیم اور ان کے مشیرون کے ہاتھ مین باوجود اس امر کے کہ عبد الحکیم نے مزیل حیثیت عرفی مضامین لکھے اس پر بھی ہم لوگون نے صبر کیا اس لئے کہ عبد الحکیم ایک ایسے شخص ہین جن کو چند لونڈون کے سوائے شہر مین کوئی جانتا بھی نہین اور جن پر وہ حملہ کرتے ہین ان کی عزت و جاہت و علمی فضیلت شہر اٹاوہ کیا ہندوستان مین مشہور ہے۔ پس عبد الحکیم جیسے گمنام لوگون کی تحریر ان کے مقابلہ مین کب وقعت کی نظر سے دیکھی جاسکتی ہے مگر تعجب ہے کہ عبد الحکیم سا شخص برادر عزیز سید صادق حسین صاحبکی تحریر مندرجہ البدر والحکم کو معمولی تحریر قرار دیتا ہے اور جناب مسٹر جی ایم سی راٹ صاحب بہادر کلکٹر و مجسٹریٹ اٹاوہ اپنے سارٹیفکٹ مورخہ ۱۱ر مئی سنہ ۱۹ مین ان کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہین ٭

M. Sadik Hosain is well known to me as one of the chief vakils of Etawah. He is an accomplished Scholar & Poet.

ترجمہ

میر صادق حسین کو مین اچھی طرح جانتا ہون وہ اٹاوہ کے اعلیٰ درجہ کے وکیلون مین سے ہین وہ فاضل عالم اور شاعر ہین ٭

ایڈیٹر شحنہ ہند بھی برادر عزیز سید صادق حسین صاحب کی تعریف صیح صادق پر ریویو کرتے ہوئے پیرایہ مین بہت کچھ لکھا ہے مگر تعصب کے جوش نے اس معاملہ مین آپ کو بھی اندھا بنا دیا ہے وہ عبد الحکیم جیسے شخص کی تحریر کو صحیح سمجھتا ہے اور صادق کی تحریر کو غلط سمجھتا ہے ؎

بہین عقل و دانش بباید گریست

الغرض ہمارے محکمہ کے مولا بخش اور کلو حجام ان اور شتاب خان معمار بذریعہ خطوط کے مرزا صاحب کے مرید ہوگئے اور عبد الحکیم صاحب کو ان کا ہمعصر ون کو بہت ناگوار گذرا تو انھون نے مرزا صاحب کی برائیان کر کے ان لوگون کو بہت کچھ بہکایا تاہم مولا بخش تو ان کے قابو مین نہ آیا کلو حجام چونکہ اکثر مخالف الرائے اہل حدیث کے یہان حجامت بنایا کرتے تھے عبد الحکیم نے ان لوگون کو بھڑکایا کہ تمہارا حجام مرزائی ہوگیا اور دین اسلام سے پھر گیا۔ یہ سنکر اہل حدیث نے دباؤ ڈالا تو کلو مذکور اپنی کمزوری کی وجہ سے ظاہر مرزا صاحب سے منکر ہوگیا مگر چونکہ ایک خواب کی بنا پر مرزا صاحب کا معتقد ہوا تھا اس لیے دل سے معتقد بنا رہا۔ عبد الحکیم نے اس موقعہ پر اپنی تحریر یکم ستمبر مین پبلک کو ایک دوسرا دھوکہ دیا ہے یعنی وہ لکھتے ہین کہ البدر مین جو یہ لکھا ہے کہ فسخ بیعت کے بعد کلو ایک خواب کی بنا پر مرزا صاحب کا معتقد ہوگیا حالانکہ یہ غلط ہے البدر یا الحکم مین کہین نہین لکھا۔ ناظرین عبد الحکیم کی چالاکی اسی سے معلوم کر سکتے ہین ٭

شتاب خان معمار چونکہ عبد الحکیم کے چچا کے ہان تعمیر کے کام پر مقرر تھا ان کے دباؤ مین آکر مرزا صاحب کی بیعت سے دستکش ہوگیا اور اب بھی منکر ہے اگر یہ کارروائی پرائیویٹ طور پر ہوتی رہتی تو ہماری طرف سے اس معاملہ مین کچھ دخل نہ دیا جاتا مگر جب عبد الحکیم نے جعلی خطوط ضمیمہ شحنہ ہند مین مولا بخش وغیرہ کی طرف سے اس مضمون کے چھپوائے کہ ہم مرزا صاحب کے مرید کبھی نہین ہوئے اور البدر و الحکم کی فہرست جعلی ہے تو اس فریب کی قلعی کھولنا ہم لوگون پر فرض ہوگیا اس لئے عزیزی سید صادق حسین نے مولا بخش وغیرہ کے بیانات قلمبند کر کے اخبار الحکم مین چھپوا دئے اور البدر مین بھی ضمیمہ کی قلعی کھولدی یہ بیانات جو الحکم مین شائع ہوئے ہین سید شفاق حسین ولد میر مشتاق علی صاحب منصف مرحوم ہاتھ کے لکھے ہوئے ہین جو عبد الحکیم مذکور کے بہنوئی ہین اور ان بیانات پر مبارک حسین طالبعلم کی گواہی ثبت تھی جو عبد الحکیم کے حقیقی پھوپھی زاد بھائی اور شیعہ مذہب ہین علاوہ برین ان بیانات پر اسمعیل پہلوان اہلحدیث کی گواہی بھی ثبت ہے جو مولانا کریم الدین صاحب گروہ اہلحدیث اٹاوہ کی خدمتمین اکثر حاضر رہا کرتے ہین اور ان کے نزدیک ایک معتمد شخص ہین۔ پھر عزیزی موصوف نے مزید اطمینان کے لیے البدر مین یہ بھی شائع کر دیا تھا کہ عبد الحکیم و محمد احسن صاحب کوشش کر کے ان لوگون کے بیانات مولانا کریم الدین صاحب و مولوی حبیب علی صاحب وکیل میر عزیز حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ کے روبرو قلمبند کرا کے شحنہ ہند مین شائع ہونیکیلئے بھیجدین تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔ ظاہر ہے کہ اس تدبیر سے جھوٹ سچ بخوبی معلوم ہوسکتا تھا مگر عبد الحکیم و محمد احسن دونون نے اس بارہ مین خاموشی اختیار کی اور ایڈیٹر شحنہ ہند نے بھی کچھ اسطرف توجہ نکی پس صاف ثابت ہوگیا کہ عبد الحکیم نے چند کی اغوا سے جعلی خطوط پبلک مین شائع کرائے اور صریح جھوٹ بولا ٭

عزیزی میر صادق حسین کی ان تحریرات کے جواب مین عبد الحکیم نے یکم ستمبر کو ضمیمہ شحنہ ہند مین ایک دوسرا مضمون شائع کرایا ہے جسمین بہت کچھ فضول گوئی و بدزبانی کرنے کے بعد امر بحث طلب کے متعلق صرف یہ لکھا ہے کہ مولا بخش و کلو و شتاب خان نے مجھ سے خط لکھوائے اور یہ لوگ مرزا صاحب کے معتقد نہین ہین اگرچہ عبد الحکیم کی یہ تحریر بھی غلط بیانی سے خالی نہین ہے جیسا کہ مولا بخش و کلو کے بیانات شائع شدہ سے ناظرین کو ظاہر

بہترین مذہب کے شائق کے سوالوں کے جوابات

گذشتہ اشاعت سے آگے

اسلام کا خدا

اسلام کا خدا وہ سچا اور کامل خدا ہے جس کے آگے ذرہ ذرہ ارض و سموات کا ہر وقت اور ہر آن سجدہ کر رہا ہے تمام ارواح اور اجسام تمام مخلوقات اسی کے امر اور ارادہ سے ظہور پذیر ہوئی اسی کے وجود سے ہر ایک کا وجود اور اسی کے قیام سے ہر ایک کا قیام ہے کوئی چیز اس کے علم اور تصرف سے باہر نہیں۔ جامع جمیع صفات کاملہ۔ تمام رذائل سے منزہ معبود برحق اور وحدہٗ لاشریک ہے۔ رب العالمین ہے رحمان ہے رحیم ہے مالک یوم الدین ہے۔

سب سے پہلے خدا تعالے نے اپنے ذاتی نام اللہ کو بیان فرمایا جس کے معنے ہیں تمام صفات کا جامع اور تمام رذائل سے منزہ۔ یعنی کیا بلحاظ علم کے اور قدرت کے۔ اور عظمت کے اور علو کے۔ اور کبریائی کے ہر ایک صفت میں میں کامل ہوں اور تمام رذائل سے منزہ ہوں۔ پھر اس کے بعد چار اسماء بالترتیب بیان فرمائے یعنی رب۔ رحمان۔ رحیم۔ مالک۔

اب ہم ان اسماء حسنہ کی مختصر شرح کرتے ہیں تا کہ طالب حق کی تسلی کا باعث ہو۔ ان چار صفات میں سے سب سے پہلے اللہ تعالے نے صفت ربوبیت کو مقدم کیا کیونکہ یہ ایک ایسی صفت ہے جو فیضان اعم سے تعلق رکھتی ہے اور فیضان اعم وہ فیضان مطلق ہے کہ جو بلا تمیز ذی روح و غیر ذی روح افلاک سے لیکر خاک تک تمام چیزوں پر علی الاتصال جاری ہے اور ہر چیز کا عدم سے صورت وجود پکڑ آنا اور پھر وجود کا حد کمال تک پہنچنا اسی فیضان کے ذریعہ سے ہے اور کوئی چیز جاندار ہو یا غیر جاندار اس سے باہر نہیں۔

ایسے وجود سے تمام ارواح اور اجسام کا ظہور ہوا اور ہوتا ہے اور ہر ایک چیز نے پرورش پائی اور پا رہی ہے یہی فیضان عام تمام کائنات کی جان ہے اگر ایک لحظہ منقطع ہو جائے تو تمام عالم نابود ہو جائے اور اگر یہ فیضان نہ ہوتا تو تمام مخلوقات میں سے کچھ بھی نہ ہوتا اس کا نام قرآن شریف میں ربوبیت ہے اور اسی وجہ سے خدا کا نام رب العالمین ہے۔

پھر دوسرے قسم کا فیضان جو دوسرے مرتبہ پر واقع ہے فیضان عام ہے اس فیضان کی یہ تعریف ہے کہ یہ بلا استحقاق اور بغیر اس کے کہ کسی کا کچھ حق ہو سب ذی روحوں پر حسب حاجت ان کے جاری ہے کسی کے عمل کا پاداش نہیں اور اسی فیضان کی برکت سے ہر ایک جاندار جیتا جاگتا کھاتا پیتا اور آفات سے محفوظ اور ضروریات سے متمتع نظر آتا ہے اور ہر ایک ذی روح کے لئے تمام اسباب زندگی کے جو اس کے لیے یا اس کی نوع کے بقا کے لئے مطلوب ہیں میسر نظر آتے ہیں اور یہ سب آثار اسی فیضان کے ہیں اور جو کچھ روحوں کو جسمانی ترتیب کے لئے درکار ہے سب کچھ دیا گیا ہے اور ایسا ہی جن روحوں کو علاوہ جسمانی ترتیب کے روحانی ترتیب کی بھی ضرورت ہے یعنی روحانی ترقی کے لئے استعداد رکھنے میں عین ضرورتوں کے وقتوں میں کلام الٰہی نازل ہوتا رہا ہے غرض اسی فیضان رحمانیت کے ذریعہ سے انسان اپنی کروڑہا ضروریات پر کامیاب ہے۔ سکونت کے لئے سطح زمین۔ روشنی کے لئے چاند۔ سورج۔ دم لینے کے لئے ہوا۔ پینے کے لئے پانی۔ کھانے کے لئے انواع و اقسام کے رزق۔ علاج امراض کے لئے لاکھوں طرح کی ادویہ۔ پوشاک کے لئے طرح طرح کے لباس اور ہدایت پانے کے لئے صحف ربانی موجود ہیں۔

تیسرا قسم فیضان کا فیضان خاص ہے یہ وہ فیضان ہے کہ اس میں جد و جہد۔ اور کوشش اور تزکیہ قلب اور دعا اور تضرع۔ اور توجہ الی اللہ اور ہر ایک طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقعہ ہو شرط ہے اور اس فیضان کو وہ پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے اور اسی پر وارد ہوتا ہے جو اس کے لئے کوشش کرتا ہے اور یہ فیضان اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں سعی کرنیوالے اور غافل رہنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ جو لوگ دل کی سیاہی دور کر کے خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں اور ہر ایک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں ایک خاص رحمت ان کے شامل حال ہوتی ہے اسی فیضان کے لحاظ سے خدا کا نام رحیم ہے۔

چوتھا قسم فیضان کا فیضان اخص ہے۔ یہ وہ فیضان ہے کہ جو صرف محنت اور سعی پر مترتب نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے ظہور اور بروز کے لئے اول شرط یہ ہے کہ یہ عالم اسباب کہ جو ایک تنگ و تاریک جگہ ہے معدوم اور منعدم ہو جائے اور قدرت کاملہ حضرت احدیت کی بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے برہنہ طور پر اپنا کامل چمکارا دکھلا دے۔ کیونکہ اس آخری فیضان سے کہ جو تمام فیوض کا خاتمہ ہے جو کچھ پہلے فیضان کے نسبت عند العقل زیادتی اور کمال متصور ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ یہ فیضان نہایت منکشف صاف طور پر ہو اور کوئی اشتباہ اور خفا اور نقص باقی نہ رہے۔ یعنی نہ مفیض کے بالارادہ فیضان میں کوئی شبہ رہ جاوے اور نہ فیضان کے حقیقی فیضان اور رحمت خالصہ اور کاملہ ہونے میں کچھ جائے کلام ہو بلکہ جس مالک قدیم کی طرف سے فیض ہوا ہے اس کی فیاضی اور جزا دہی روز روشن کی طرح کھل جائے۔ اور شخص فیض یاب کو بطور حق الیقین یہ امر مشہود اور محسوس ہو کہ حقیقت میں وہ مالک الملک ہے اپنے ارادہ اور توجہ اور قدرت خاص سے ایک نعمت عظمیٰ اور لذت کبریٰ اسکو عطا کر رہا ہے اور حقیقت میں اسکو اپنے اعمال صالحہ کی ایک کامل اور دائمی جزا کہ جو نہایت اصفیٰ اور نہایت اعلیٰ اور نہایت مرغوب اور نہایت محبوب ہے مل رہی ہے کسی قسم کا امتحان اور ابتلا نہیں

اور ایسے فیضان اکمل اور اتم اور ابقیٰ اور اعلیٰ اور اجلیٰ سے متمتع ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اس عالم ناقص اور مکدر اور کثیف اور تنگ اور منقبض اور ناپائیدار اور مشتبہ الحال سے دوسرے عالم کی طرف انتقال کرے کیونکہ فیضان تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے جس میں ضروری ہے کہ محسن حقیقی کا جمال بطور عریان اور بمرتبہ حق الیقین مشہود ہو اور کوئی رتبہ شہود اور ظہور اور یقین کا باقی نہ رہ جاوے اور کوئی پردہ اسباب معتادہ کا درمیان نہ ہو اور ہر ایک دقیقہ معرفت تامہ کا مکمن قوت سے حیز فعل میں آ جائے اور نیز فیضان بھی ایسا منکشف اور معلوم الحقیقت ہو کہ اس کی نسبت آپ خدا نے یہ ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ہر ایک امتحان اور ابتلا کی کدورت سے پاک ہے اور اس فیضان میں وہ اعلیٰ اور اکمل درجہ کی لذتیں ہوں جن کی پاک اور کامل کیفیت انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر ایک روحانی اور بدنی قوت پر ایسا اکمل اور ابقیٰ احاطہ رکھتی ہو کہ جس سے عقلاً اور خیالاً اور وہماً زیادہ متصور نہ ہو اور یہ عالم جو ناقص الحقیقت اور مکدر الصورت اور ہالکۃ الذات اور مشتبہ الکیفیت اور ضیق الظرف ہے ان تجلیات عظمیٰ اور انوار اصفیٰ اور عطیات دائمی کی برداشت نہیں کر سکتا۔

اور وہ اشعۂ تامہ کاملہ دائمہ اسمیں سما نہیں سکتی بلکہ اس کے ظہور کے لئے ایک دوسرا عالم درکار ہے جو اسباب معتادہ کی ظلمت سے بکلی پاک اور منزہ اور ذات واحد قہار کی اقتدار کامل اور خالص کا مظہر ہے۔ ہاں اس فیضان اخص سے ان کامل انسانوں کو اسی زندگی میں کچھ حظ پہنچتا ہے کہ جو سچائی کی راہ پر کامل طور پر قدم مارتے ہیں اور اپنے نفس کے ارادوں اور خواہشوں سے الگ ہو کر بکلی خدا کی طرف جھک جاتے ہیں کیونکہ وہ مرنے سے پہلے مرتے ہیں اور اگرچہ بظاہر صورت اس عالم میں ہیں لیکن درحقیقت دوسرے عالم میں سکونت رکھتے ہیں پس چونکہ وہ اپنے دل کو اس دنیا کے اسباب سے قطع کر لیتے ہیں اور عادات بشریہ کو توڑ کر اور یکبارگی غیر اللہ سے منہ پھیر کر وہ طریق جو خارق عادت ہے اختیار کر لیتے ہیں اس لئے خداوند کریم بھی ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے اور بطور خارق عادت اُن پر اپنے وہ انوار خاصہ ظاہر کرتا ہے جو دوسروں

خریداران البدر کو وی پی کی اطلاع

اس سے پیشتر ہم نے اطلاع دی تھی کہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۳ء سے وی پی ارسال کئے جاوینگے لیکن بعد ازاں یہ ارادہ ملتوی کیا گیا کہ یہ ماہ کا آخر ہے اور ملازمت پیشہ احباب کو اس سے تکلیف ہوگی اور مناسب سمجھا گیا کہ ۵ دسمبر ۱۹۰۳ء سے ہر ایک صاحب کے نام وی پی ارسال کیا جاوے۔

اس لیے جن احباب کا سال ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو ختم ہوگیا ہے یا ان کی طرف کچھ بقایا ہے یا سال گذشتہ کی قیمت ابھی تک ادا نہیں کی انکے نام ۱۹۰۳ء کی بقایا رقم اور آئندہ سال ۱۹۰۴ء کی پوری قیمت کا وی پی شروع دسمبر میں کیا جاوے گا۔

خریداران و کمیشن

دفتر البدر کی احمدیہ بک ایجنسی کی طرف سے جن کتب کا اشتہار ہو ان پر کمیشن فی روپیہ یا زیادہ تعداد میں خریدنے والوں کو معقول کمیشن دیا جاوے گا۔

مینیجر

ہر قسم کی

مذہبی اور اخلاقی کتابیں بشرطیکہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں نہ ہوں دفتر البدر میں فروخت کے لیے کمیشن پر رکھی جاتی ہیں اور اگر متواتر اشتہار دلانا ہو تو اشتہار کی اجرت الگ لی جاتی ہے۔

تبادلہ اخبارات

البدر [illegible]

مینیجر

مطبع انوار الاسلام قادیان

جبکہ ہم نے صرف اخبار البدر کی وقت پر اشاعت کے واسطے قائم کیا ہے تاکہ احمدی قوم کو ان کے امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تازہ بتازہ حالات پہونچا دیں اور چونکہ مطلق اخبار مطبع کی ایک ماہ کی مصروفیت کے لئے کافی نہیں ہے جس سے نقصان کی زیرباری ہوتی ہے اس لئے جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تصنیفات اور چھپائی کے کام مطبع میں ارسال فرما کر اس قومی اور دینی خدمت میں ہمارا ہاتھ بٹا دیں۔

ہم منشی محمد اسمعیل صاحب مہتمم کارخانہ لائل پور اور منشی ایس ایم یوسف صاحب عزیز انبالہ کے بڑے شکرگذار ہیں کہ ہماری اس قسم کی سابقہ درخواست پر انہوں نے اپنے چھپائی کے کام ہمیں دئے۔

ریویو آف ریلیجنز

اسلام کا ایک ماہوار رسالہ انگریزی اور اردو دو زبان میں الگ الگ قادیان سے شائع ہوتا ہے جس میں تمام دنیا کے مذاہب پر نظر ثانی کر کے سچا اور حقیقی مذہب پیش کیا جاتا ہے اور فلسفی اور طبعی مذہب اسلام پر جو اعتراضات کم فہمی سے عیسائیوں اور دیگر مذاہب نے کئے ہیں ان کے جوابات بڑی معقولیت اور برجستگی سے دیے جاتے ہیں یہ ایک ہی رسالہ ایسا ہے جو اسلام کو یورپ امریکہ اور آسٹریلیا میں ایک عمدہ مذہب ثابت کر رہا ہے اور جس نے عیسائی دنیا کی کایا پلٹ دی ہے اس کی اس اثر اندازی کو خود اہل امریکہ اور یورپ نے تسلیم کر لیا ہے اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس کی اشاعت اور خریداری میں کوشش کرے اور جو لوگ کہ مذاہب کے متلاشی ہیں وہ اسے ضرور خریدیں قیمت سالانہ رسالہ زبان انگریزی للعہ زبان اردو للعہ تمام درخواستیں بنام مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان آنی چاہئیں۔

اعلان واجب الاذعان

میں نے کئی بار اخبار الحکم و البدر کے ذریعہ اپنے بھائیوں کو اطلاع دی کہ کتاب الہامات مسیح کا مسودہ طیار ہے اس کی چھپائی کے لئے اور مصارف مطبع کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے اب میں پھر بڑے زور سے التماس کرتا ہوں کہ جو حضرت اقدس علیہ السلام کے کل الہامات معہ ترجمہ ایک جگہ دیکھنا چاہتے ہیں وہ بہت جلد ایک روپیہ پیشگی بھیجدیں جو صاحب پیشگی قیمت ارسال فرماوینگے ان سے صرف ایک روپیہ لیا جاوے گا جو صاحب بعد خریداری کریں ان سے عہ لیا جاوے گا اہتمام چھپائی نہایت عمدہ کاغذ ولایتی۔ اعراب دے گئے ہیں اور پیشگوئیوں اور سوانح مسیح کی ایک خاص ترتیب رکھی گئی ہے قابل دید ہے اس کتاب کا کچھ حصہ حضرت اقدس کا حکم الحکم میں شائع ہو چکا ہے۔ الملتمس عبد المحی عرب قادیان

کتب مصنفہ عبد المحی صاحب

سلاسل الفضائل معہ ترجمہ قیمت مجلد عہ درخواستیں بنام مفتی فضل الرحمان صاحب آنی چاہئیں۔

سلاسل التعلیم قیمت ۲ سیرۃ النبی قیمت ۔ درخواستیں بنام حکیم فضل دین صاحب آنی چاہئیں۔

ترک اسلام

ایک رسالہ جو کہ ... عبد الغفور نامی نے آریہ مذہب کے اختیار کرنے کے دلائل میں لکھا تھا اس کا ابطال مولانا حکیم نور الدین صاحب نے لکھا ہے جو کہ ہمارے اہتمام سے طبع ہو رہا ہے۔ درخواستیں بہت جلد مشتہر ان کے نام آنی چاہئیں۔

المشتہران

مفتی فضل الرحمان حکیم فضل الدین صاحب احمدی قادیان ضلع گورداسپور

انوار الاسلام پریس قادیان دار الامان میں باہتمام منشی محمد افضل پروپرائیٹر کے چھپکر شائع ہوا